رجسٹر انگلیشہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ؍
ششماہی .... ؍
سہ ماہی .... ؍

قیمت پرانا پرچہ ۲؍

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹر آصفیہ نمبر ۱۸۱

شرح چندہ
سالانہ .... ؍
ششماہی .... ؍
سہ ماہی .... ؍

قیمت فی پرچہ (۲؍)

جلد | ۱۲ امرداد ۱۳۵۳ ف | ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ | ۱۷ جون ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۱۰)

قرارداد اگسٹ

گاندھی جی کے مکتوب کی تعبیریں

ٹائمز آف انڈیا کے نیوز ڈیس لکھتا ہے کہ گاندھی جی ابھی صحت یاب نہیں ہوئے تاہم انھوں نے واقعات کی تحقیقات کا کام شروع کر دیا ہے۔ وہ ملک کی صورت حال اور حقائق کو ایسے اشخاص سے ملاقات کر کے سمجھنا چاہتے ہیں جو ہمیشہ ان سے مختلف الرائے رہے ہیں۔

گزشتہ ہفتہ اخبار تحقیقات سے متعلق مسٹر گاندھی نے اپنے رجحانات کی کچھ جھلک دکھائی ہے۔ صاحب نظر مبصرین کو یہ سمجھنے کا موقع ملا ہے کہ قرارداد اگسٹ اور حکومت کے عائد کردہ الزامات کی نسبت ان کا ذہن کس سمت میں کام کر رہا ہے۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ مسٹر گاندھی اپنے اصولوں پر کس طرح سختی سے قائم رہتے ہیں ان کے نزدیک ان کے شائع شدہ خیالات سے سیاسی تعطل کے حل کی کوئی امید نہیں۔

مسٹر گاندھی نے اپنے ایک مکتوب میں جو لارڈ آنریبل مسٹر جیکر کے موسومہ تھا جن تاثرات کا اظہار کیا ہے اس کی مختلف تعبیریں کی جا رہی ہیں۔ مثلاً قرارداد اگسٹ سے متعلق میں واپس نہیں لے سکتا کے الفاظ جو مسٹر گاندھی نے استعمال کئے ہیں ان کی بعض حلقوں میں یہ تعبیر کی جا رہی ہے کہ مسٹر گاندھی اس کو مسترد کرنے کی طرف مائل نہیں ہیں اور بعض لوگ یہ خیال کر رہے ہیں کہ اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ مسٹر گاندھی اپنے آپ کو ایک ایسی قرارداد کو مسترد کرنے کا مجاز نہیں سمجھتے جس کو ایک جمہوری جماعت نے منظور کیا ہے جس میں مسٹر گاندھی کو بعض حالات میں بعض امور انجام دینے کا مجاز گردانا گیا ہے۔

بعض حلقوں کا یہ خیال ہے کہ مسٹر گاندھی سول نافرمانی کی تحریک کی توثیق کر رہے ہیں۔ ایک وجہ صرف یہ ہے کہ اس مکتوب میں انھوں نے ستیاگرہ سے متعلق اپنے ایقان کا اعادہ کیا ہے کیونکہ جس چیز کو وہ برائی سے تعبیر کرتے ہیں ان کی مزاحمت کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔

ضمناً ایک چیز قابل ذکر یہ ہے کہ حکومت ہند نے جو قرارداد اگسٹ سے متعلق کسی گاندھی بیان کی اشاعت کو پسند نہیں کرتی مسٹر گاندھی کے خیالات کی اشاعت کو نہ صرف جائز رکھا بلکہ آل انڈیا ریڈیو سے ان خیالات کی اشاعت بھی کی گئی۔ غالباً حکومت نے یہ خیال کیا کہ قرارداد اگسٹ سے متعلق مسٹر گاندھی نے اپنے ایقان کا جو اعادہ کیا ہے وہ ان لوگوں کا ایک موثر جواب ہے جو دیگر کانگریسی قائدین کی رہائی کا اس بنا پر مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس سے سیاسی تعطل کو ختم کرنے میں سہولت ہوگی۔

مسٹر گاندھی کے سکریٹری مسٹر پیارے لال نے جو توضیح کی ہے اس میں اصل مکتوب کے مضمون سے زیادہ رجائیت ہے۔ اس چیز کی وضاحت کے علاوہ کہ مسٹر گاندھی ایک جمہوری جماعت کی قراردادیں منسوخ کرنے میں ایک اصطلاحی دشواری محسوس کر رہے ہیں مسٹر گاندھی

کے سکریٹری نے پبلک کو یہ یقین دلایا ہے کہ وہ (مسٹر گاندھی) اپنی صحت یابی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میں کہے دیتا ہوں کہ انھوں نے ڈاکٹر جیکر کے موسومہ مکتوب میں جو کچھ لکھا ہے اس کے باوجود ان کا ذہن کھلا ہوا ہے اور وہ حالات کا مطالعہ کرنے اور حقائق کو سمجھنے کے لئے تیار ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر چیز ابھی تحقیقاتی منزل میں ہے۔

بہرحال مستقبل کی نسبت ایک اور قیاس آرائی کی جا رہی ہے۔ یہ قیاس آرائی اس واقعہ پر مبنی ہے کہ مسٹر

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴	۱۲ امرداد ۱۳۵۶ف	نمبر ۱۰

تلخ نوائی

۲۹ مہر تیر کے اداریہ میں ہم نے مولوی بہادر خاں صاحب کی سیاست پر تبصرہ کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ:۔

"اس بہادر خاں سے ہمیں کوئی بیر نہیں جو اعلیٰحضرت بندگان عالی کا خادم اور غلام ہونے پر فخر کرتا تھا البتہ اس بہادر خاں کو ہم ملک کے لئے ایک خطرہ سمجھتے ہیں جس کے قول اور عمل سے دانستہ یا نادانستہ تاشاہی متاثر ہو رہا ہے۔"

ہماری بحث کا خلاصہ یہ تھا کہ مولوی بہادر خاں صاحب کی سیاست مسلمانان دکن کی عقیدت اور وفاداری کو اس کے صحیح مرجع اور مرکز سے ہٹانے کا اثر رکھتی ہے۔

● ۵ امرداد کی اشاعت میں "اندھی رہبری" کے عنوان کے تحت ہم نے اس چیز کو واضح کر دیا ہے کہ ہم مولوی بہادر خاں صاحب کو ان کے مقام سے ہٹانے کے قائل نہیں بلکہ ان کے نقطۂ نظر اور ان کی نیت کی اصلاح چاہتے ہیں۔

ہمیں یک گونہ اطمینان ہے کہ ہمارے مضامین کا وہی اثر ہوا جو ہم پیدا کرنا چاہتے تھے ——— یعنی یہ کہ عامۃ المسلمین سوچیں کہ ان کا قائد انہیں کدھر لے جا رہا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مولوی بہادر خاں صاحب اور وہ گروہ جو ان کی قیادت کے سہارے سے اپنی ترقی اور شہرت کی راہیں ڈھونڈھ رہا ہے ہماری صاف گوئی سے برہم ہو گیا لیکن اس حلقے کے باہر ہزارہا مسلمانوں نے ان مضامین کو بار بار پڑھا اور ان پر کھلے دل سے داد و قدح کی۔ اب مسلمانوں ہی میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو مولوی بہادر خان صاحب کی متعدد تقاریر ان کے بیانات اور ان کی تحریرات کو اکٹھا کرکے انہیں اس نظر سے جانچے گا کہ آخر مولوی بہادر خاں کیا کہتے ہیں۔ کیا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو کس سمت لے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس سنجیدہ غور و فکر کے نتائج منظر عام پر بھی آ جائیں۔ ساتھ ہی ساتھ مولوی بہادر خاں صاحب کے ہفت سالہ عمل کو بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان کی تقریروں کے اُن اجزاء پر بھی نظر ڈالی جائے گی جو تلمیحات اور بلیغ اشاروں سے مملو ہوتی ہیں اور دیکھا جائے گا کہ مولوی بہادر خاں صاحب کے مساعی سے شاہی وقار کو تقویت پہونچی یا اس کے برعکس اثر پیدا ہوا۔ مخالف سلطنت عناصر کو مولوی بہادر خاں صاحب کی سیاست سے تقویت پہونچی یا ان میں انحطاط پیدا ہوا اور خود عامۃ المسلمین کو کیا فائدہ ہوا۔ کیا "یوم الشان" جلسے، اور "ملک تنگ نیست" نعرے معیار ترقی ہیں یا اصلاح و ترقی کو جانچنے کا کوئی اور معیار بھی ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ احتساب اور تحقیق کا یہ کام ایسے صائب الرائے مسلمانوں کے ہاتھ انجام پائے جن کا تدبر اور جن کی دیانت مسلمہ ہو۔ اگر مولوی بہادر خاں صاحب ہمارا مشورہ قبول کریں تو ہم عرض کریں گے کہ وہ ہر اُس شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مجلس کا رکن تصور کرکے مجلس شوریٰ کا از سر نو انتخاب کریں۔ یہ انتخابات آزادانہ طور پر عمل میں آئیں اور نئی منتخب مجلس شوریٰ چند ایسے مسلمانوں کو احتساب اور تحقیق کے کام کے لئے مقرر کرے جو اس فرض کی انجام دہی کے واقعی اہل ہوں۔ ان اصحاب کی رپورٹ پر خود مجلس شوریٰ غور کرے۔ جس وقت یہ رپورٹ زیر غور ہو چند ایسے مسلمانوں کو بھی مجلس شوریٰ کو مخاطب کرنے کا موقع دیا جائے جو مولوی بہادر خاں کے مسلک سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اس جلسہ میں حاضر ہو کر اپنا نقطۂ نظر پیش کریں گے اور وہ سب کچھ عرض کریں گے جو اخبار میں نہیں لکھا جا سکتا۔

مگر مولوی بہادر خاں صاحب یہ ساری زحمتیں کیوں برداشت کرنے لگے! مولوی صاحب موصوف کے رفقاء کار اس تجویز کو یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کریں گے کہ اس سے مسلمانوں میں پھوٹ پڑتی ہے لیکن یہ استدلال یا تو خود فریبی ہے یا الزام تراشی۔ عامۃ المسلمین کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مسئلہ شخصی یا جماعتی رقابت کا نہیں ہے۔ بلکہ مملکت آصفیہ کو ایک آزاد اور خوش حال سیاسی وحدت کی حیثیت سے پرچم آصفی کے تلے اور خاندانِ آصفی کے سایۂ عاطفت میں قائم و برقرار رکھنے کا ہے۔ ہم نے ایک آزاد اور خوش حال سیاسی وحدت کہا ہے۔ یہ الفاظ عمیق غور و فکر کے متقاضی ہیں کہا جا سکتا ہے کہ از روئے معاہدات ہم اب بھی آزاد ہیں۔ جی ہاں! از روئے معاہدات! لیکن عملاً آپ طاقتور سامراج کے اغراض کی تکمیل کرتے ہوئے صرف زندہ ہیں۔

آزادی کا ایک اور بھی مفہوم ہے۔ مذہب کی بنیادوں پر، رعایا کو دو حصوں میں منقسم کر دیکھئے تو چند ہندو سرمایہ داروں اور چند متعصب برہمنوں کا ایک گروہ آپ کو نظر آئے گا جو ایک جماعت کی عددی اکثریت کی آڑ میں اور خاندانِ آصفی کے سایۂ عاطفت کا نام لے کر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ گروہ بھی آزادی کا طالب اور مدعی ہے۔ اس کے دور میں ہندو اور مسلم عوام کو افلاس اور بے بسی کے عالم میں زندہ رہنے کی آزادی حاصل رہے گی۔ اس دور کی دوسری خصوصیت یہ ہوگی کہ حیدرآباد کی مشہور ثقافتی ہم آہنگی اور فقید المثال رواداری ایک افسانہ بن کر رہ جائے گی اور ہندو مسلمانوں کے مابین سیاسی و معاشی رقابتوں کی وجہ سے خانہ جنگیوں کا میدان گرم رہے گا۔ ان خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر بیرونی قوتیں اندرونی ملکی مسائل میں دخل انداز ہوں گے اور حیدرآباد کی گزشتہ ڈیڑھ سو سالہ تاریخ ایک نئے روپ میں اپنے آپ کو دہرائے گی۔

آزادی کا ایک تیسرا مفہوم بھی ہے۔ مملکت آصفیہ پیرامونٹسی کی مداخلت سے آزاد رہے۔ برطانوی ہند کی حکومت سے خواہ وہ کسی نوعیت کی ہو حیدرآباد کے تعلقات دوستانہ اور مساویانہ ہوں۔ اگر ان دو حکومتوں کے مابین اختلاف رائے ہو تو مختلف فیہ مسائل کا تصفیہ بین الحکومتی قوانین کے تحت ایک آزاد ثالثی کے ذریعہ ہو۔ داخلی مسائل میں فرمانروائے دکن بالکلیہ آزاد رہے اور نظم و نسق مملکت ایسے ہندو اور مسلم وزراء کے مشوروں سے چلے جو خود حضرت بندگان عالی کے منتخب کردہ اور رعایائے آصفی کے معتمد علیہ ہوں۔ اس قسم کی آزادی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حیدرآباد کی ہندو اور مسلم رعایا ذات شاہانہ کو اپنے سیاسی اقتدار اور ثقافتی ہم آہنگی کا منبع اور مرکز قرار دیتے ہوئے سیاسی و معاشی سمجھوتہ کریں۔ پارلیمانی طرز حکومت کی مسلمہ خرابیوں سے بچتے ہوئے ایک ایسی حکومت قائم کرنا جس سے ساری رعایا کی پوری تائید اور تقویت حاصل ہو سیاسی وحدت کی مملکت عملی سے ممکن ہے۔ مولوی بہادر خاں صاحب کی سیاست اس حکمت عملی کے منافی ہے۔ اس لئے مولوی بہادر خاں صاحب کے طریقۂ کار سے حیدرآباد منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتا۔

اس حقیقت کے اظہار میں ہمیں تامل نہیں ہے کہ حیدرآباد اس وقت عملاً آزاد نہیں ہے۔ ہندوستان کا

کے نقشہ پر اگرچہ مملکت آصفیہ کو زرد رنگ میں پیش کیا جاتا ہے لیکن دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ اس زردی پر سرخی غالب ہے۔ مولوی بہادر خاں صاحب خواہ کچھ کہیں ان کی ساری کوشش یہی ہے کہ دس کروڑ مسلمانوں کا نام ہے کہ موجودہ قیود اور شرائط کے تحت انہی وزارتوں پر قبضہ جمائیں جن کا تقرر بالکلیہ صوابدید شاہانہ پر منحصر ہے۔ اگر مولوی بہادر خاں صاحب اس بیان کی تردید کریں تو ہم ان سے پوچھیں گے کہ آپ آخر کس بل بوتے پر مسلم حکومت قائم کرنے کے متمنی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ نہ فوج آپ کی ہے نہ پولیس اور نہ تار گھر؟ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ حیدرآباد میں ایک آزاد اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ ہی آباد ہوگی کہ اس کا اقتدار حیدرآباد کے علاوہ اور جگہ بھی ہوگا۔ اور ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ یہ سارا اقتدار گورنمنٹ کی ... میں مرکوز اور محفوظ ہو جائے۔

ملک کی بدقسمتی سے حیدرآباد کے ہندو لیڈر بھی موجودہ قیود اور شرائط کے تحت وزیر بننے کے آرزومند ہیں۔ ... دونوں کا ایک مسلک ہے۔ اگر خانوادۂ آصفی کا قدم مبارک اس مسئلہ میں حائل نہ ہوتا تو ... کے لئے ان دونوں مدعیوں میں توازن کرکے اپنے کارندوں کا انتخاب کرنا بہت آسان ہوتا۔ افسوس ہے کہ مولوی بہادر خاں صاحب شاہی وقار کو افادیت کا صحیح احساس نہیں رکھتے۔

مولوی بہادر خاں صاحب کا مسلمانوں میں وہ اثر و رسوخ باقی نہیں رہا جو ستیاگرہ کی ہڑبونگ میں انہیں حاصل ہو گیا تھا۔ اب مسلمان سوچنے لگے ہیں۔ ہندو قیادت بھی اپنی ناکام سیاست پر غور کر رہی ہے۔ کیا عجب کہ مولوی بہادر خاں صاحب کے باوجود حیدرآباد کے ہندو اور مسلم پرستاران آصفی کے مابین کوئی ایسا سمجھوتہ ہو جائے جو حیدرآباد کو صحیح معنوں میں ایک خوشحال اور آزاد سیاسی وحدت کی حیثیت سے قائم و برقرار ... کی ضمانت ہے۔ ہماری ... کا جواب مولوی بہادر خاں صاحب کی پارٹی کی جانب سے گالیوں سے دیا جاتا ہے۔ ہم قیادت کے مدعی نہیں اور نہ مولوی بہادر خاں صاحب سے ہمیں کوئی حسد ہے۔ ہم صرف اپنے غور و فکر کے نتائج پیش کر دیتے ہیں اور بس۔

ہندوستان کا اسٹرلنگ کا قرضہ عامہ

لندن ۳۰ جولائی۔ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء کے آخر میں ہندوستان کا اسٹرلنگ کا قرضہ عامہ تقریباً ۳۴۵ ملین پونڈ تھا۔ اور ماہ مئی ۱۹۴۲ء کے ختم پر یہ قرضہ تقریباً ۴۹ ملین پونڈ کے برابر رہ گیا ہے۔

سر جان اینڈرسن وزیر خزانہ نے آج دار العوام میں ایک رکن کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ان اعداد و شمار کا اظہار کیا۔ سوال یہ تھا کہ جنگ کے آغاز سے قبل حکومت ہند کے ذمہ حکومت برطانیہ کا کس قدر قرضہ تھا اور حکومت برطانیہ کے ذمہ حکومت ہند کا کس قدر قرضہ ہے۔

موصوف نے مزید بیان کیا ریزرو بینک آف انڈیا کے اسٹرلنگ کے اثاثوں میں جس کا زیادہ تر حصہ ہندوستان سے کرنسی نوٹوں کی اجرائی کے خلاف بطور محفوظ کے ہیں۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء کے ۱۰۵ ملین پونڈ کے مقابلہ میں ۳۲۵ ملین پونڈ کی حد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ اسٹرلنگ کی ان ادائیوں کا نتیجہ ہے جو حکومت ہند نے ہز مجسٹی کی حکومت کی جانب سے روپیوں کی شکل میں ہندوستان میں خرچ کیا ہے۔ متذکرہ دو تواریخ میں چاندی کے اثاثہ کے محفوظ ... ملین پونڈ کی رقم تھی۔

مسٹر آر۔ ڈی۔ ڈاننگ (لبرل) کن قدامت پسند:
"کیا میں وزیر سے یہ سوال کر سکتا ہوں کہ کیا ہند سے قرضہ ادا کرنے کا کوئی انتظام ہے اور کیا ان کو تشفی ہے ہندوستان سے جو موجودہ مالیاتی سمجھوتہ ہے وہ تشفی بخش ہے؟"

سر جان اینڈرسن: "آپ اس کو کافی قدر پر ملاحظہ فرمائیے۔"

مسٹر ... (لیبر) کیا وہ ایوان کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ خفیہ طور پر ان اقسام کے سازباز کے ذریعہ جن کا ذکر اخبارات کے کالموں میں کیا گیا ہے یا جن کا اس سوال سے اندازہ کیا جا سکتا ہے ہندوستانی پوزیشن کو مضرت پہنچانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔

سر جان: میں نہیں سمجھتا کہ سوالات اور جوابات کے ذریعہ بحث سے کوئی سود مند مقصد حاصل کیا جا سکے گا۔

رائٹر

نئے ٹائپ کا اصلی موجد

ڈاکٹر لطیف سعید کا بیان

حیدرآباد ۱۰ امرداد۔ ڈاکٹر لطیف سعید صاحب نے حسب ذیل بیان بغرض اشاعت روانہ کیا ہے۔

"بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ دارالطبع سرکار عالی نے ایک نیا اردو ٹائپ ایجاد کیا ہے جس کے حروف بلحاظ قامت ... دہلی ٹائپ سے ... جس کا مطبوعہ نمونہ گزشتہ باغ عام کی نمائش میں تقسیم کیا گیا تھا۔ میں اس سلسلہ میں اپنا اخلاقی فرض تصور کرتا ہوں کہ یاد دلاؤں کہ چند سال پہلے سجاد مرزا صاحب پرنسپل عثمانیہ ٹریننگ کالج نے یہ تجویز کیا تھا کہ اردو کا ٹائپ اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جبکہ اس کے لئے ایسا رسم الخط اختیار کیا جائے جس میں الفاظ کی متعدد کرسیوں کے بجائے صرف ایک کرسی ہو۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۳۳ء میں اس کے متعلق ایک رسالہ اور رسم الخط میں وضاحت کی اور اس کی ... جناب نواب سر حیدری ... بہادر نے لکھی اس سے ... اشخاص ہندوستان و بیرون ملک اچھی طرح واقف ہیں ... ہوئے مجوزہ ٹائپ باغ عام کی نمائش میں پیش کیا گیا تھا جس پر خلاف توقع ... گیا۔ حیرت ہے کہ دارالطبع ... جواب ... نستعلیق اور نسخ ٹائپ پر نازاں تھا اور جس پر لاکھوں روپیہ صرف کئے وہ ان کو ذخیرہ ... کر کے مرزا صاحب کے اصول قبول کر کے باضابطہ ... کا دعویٰ کر رہا ہے اور ... ٹائپ کا ایسا نمونہ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے جو دنیا کے ٹائپ کی تاریخ ... کے عام حالات کے بموجب اگر کوئی خانگی ادارہ اس قسم کی بیجا دعویٰ کرتا تو تعجب نہ ہوتا۔

میں متعلقہ حکام بالادست سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس واقعہ کی جانچ کریں کہ

۱۔ دارالطبع کے ... کو اس نئے ٹائپ کی ملکیت کے ٹائپ کا دعویٰ کس حد تک درست ہے۔

۲۔ ان کی اس قسم کی خبر کی اشاعت کہاں تک حق بجانب اور مطابق ... ہے۔ ۳۔ آیا ان کو اپنے نستعلیق اور نسخ اردو ٹائپ کی ناکامی اور اس پر سرکاری رقوم ... کے بیجا صرف کا اعتراف ہے۔

(ا۔ پ)

حیدرآباد میونسپل کارپوریشن - جدید انتظامات

حیدرآباد ۱۰ امرداد۔ باخبر حلقوں میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد میونسپل کارپوریشن بلدہ نے شہر میں غذائی اجناس کے ایک بڑا ذخیرہ جمع کر لیا ہے۔ تاکہ حمل و نقل کی مشکلات سے کوئی ہنگامی ... ہو تو اس کو کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ... بلدہ کی دوکانات ... کرنے کے گوداموں کو تعمیر کا کام ... انجینئر تعمیرات کے سپرد کیا گیا ہے ... کو تعمیر کرنے کے احکامات جاری کر دئے گئے ہیں۔

بیورج اسکیم اور ہندوستان

رسالہ "سیاست" میں مولوی عبد القادر صاحب لکچرار معاشیات جامعہ عثمانیہ کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں ہندوستان کے لئے سماجی تحفظ کا ایک لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے۔ اس مضمون کا ایک اہم اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں جب کہ انگلستان بیورج اسکیم کے ذریعہ اور امریکہ معاشرتی تحفظ کے لائحہ عمل کے بدولت اپنے اپنے شہریوں کے فلاح و بہبود کے انتظامات میں مصروف ہے فوری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان اسکیموں کی اہمیت ہندوستان کے مزدوروں کے لئے کیا ہے، دوسرے الفاظ میں یہاں بے روزگاری، بیماری، بڑھاپے وغیرہ سے متعلق مسائل کا حل کس طرح کیا جائے۔ جنگ نے لاکھوں کے لئے روزگار فراہم کیا ہے لیکن یہ اندیشہ ہے کہ دوبارہ جنگ کے بعد کہیں ہندوستان کی حالت ویسی نہ ہو جائے جو جنگ سے پہلے تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگ کے زمانہ میں ہندوستان کی صنعتی ترقی میں اضافہ ہوتا رہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جنگ کے بعد کیا ہوگا۔ ابھی سے تنظیم ما بعد جنگ کے مسائل کا صحیح حل نہ دریافت کیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ اس وقت ہندوستان کے لئے شدید قسم کی بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑے۔ جنگی معیشت کو امن کی معیشت میں تبدیل کرنے کے سلسلہ میں نہ صرف ہم اپنی آئندہ صنعتی ترقی کے اصول اور تفصیلات پر ابھی سے غور و فکر کر لینا چاہئے بلکہ ان بے روزگاروں کے متعلق بھی اپنی پالیسی متعین کرنی چاہئے جن کی وجہ سے جنگ کے فوراً بعد اور پھر معمولی حالات کے قائم ہو جانے پر بھی وقتاً فوقتاً ہمارے لئے پیچیدہ مسائل پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان حالات کے تحت ابھی سے بیمہ بے روزگاری کی نوعیت کے متعلق ایک اسکیم مرتب کر لینی چاہئے۔ نیز دیگر اہم مسائل مثلاً حادثات کی صورت میں مزدوروں کے لئے معاوضہ، بوڑھوں کے لئے وظائف، زچاؤں کی مالی امداد وغیرہ کے متعلق حکومت کو اپنا طرز عمل متعین کر لینا چاہئے۔ بہت ممکن ہے کہ موجودہ حالات کے تحت سارے ہندوستان کے لئے معاشرتی تحفظ کی اسکیم ناقابل عمل ہو لیکن فی الوقت کم از کم بڑے بڑے صنعتی شہروں میں اس کو نافذ ہو سکتا ہے۔ ہندوستان میں ایسے صنعتی مرکز ہیں جہاں کہ مزدوروں کی مستقل آبادی ہے۔ پارچہ بافی، لوہا، فولاد، سن، کوئلہ جیسی صنعتوں میں کام کرنے والوں کی حیثیت نسبتاً مستقل ہے۔

معاشرتی بیمہ کے ضمن میں حکومت ہند کا سابقہ طرز عمل کچھ زیادہ ہمت افزا نہ رہا۔ واشنگٹن کی بین الاقوامی مزدور کانفرنس کے تجاویز پر غور کرنے کے بعد حکومت ہند نے فیصلہ کیا کہ بیمہ بے روزگاری کی کوئی اسکیم بھی ہندوستان کے حالات کے تحت ممکن نہیں۔ شاہی مزدور کمیشن نے تقریباً اسی قسم کی رائے ظاہر کی۔ کانگریسی وزارتوں کے زمانہ میں مسٹر گری جو اس وقت مدراس کے وزیر عمال تھے ایک تجویز رکھی کہ جنوبی ہند کے پارچہ بافی کے مزدوروں کے لئے جبری بیمہ کی ایک اسکیم ہو لیکن کانگریسی وزارتوں کے ختم ہونے پر یہ تجویز بھی ختم ہو گئی۔ مگر یہ امر باعث اطمینان ہے کہ حال ہی میں حکومت ہند نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کے صدر مسٹر ریگے (آئی۔ سی۔ ایس) ہیں اور جس کے اراکین پروفیسر احمد مختار اور پروفیسر اداکار ہیں۔ اس کمیٹی کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ وہ یہاں کے صنعتی مزدوروں کے مسائل کی تحقیق کرے اور یہ معلوم کرے کہ کس حد تک "بیورج اسکیم" کا اطلاق ہندوستان پر ہو سکتا ہے۔ امریکہ اور انگلستان میں تو پہلے سے ہی معاشرتی تحفظ کی اسکیمیں موجود ہیں، اب وہاں ان میں صرف وسعت پیدا کرنے کا مسئلہ ہے۔ ہندوستان میں اس کام کو از سر نو شروع کرنا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا کمیٹی کی رپورٹ سے مزدوروں کے متعلق پالیسی متعین کرنے میں حکومت کو بڑی مدد ملے گی۔

اس ضمن میں بعض اہم امور قابل توجہ ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

بے روزگاری ایک معاشرتی مسئلہ ہے۔ اب یہ ایک خانگی یا انفرادی مسئلہ باقی نہیں رہا۔ وسیع معیشت کا تخیل، صنعتی نظام کی ترقی، مزدوروں کی شہروں کی طرف منتقلی نے ہندوستان میں ایک مستقل صنعتی مزدوروں کا طبقہ پیدا کر دیا ہے۔ جن کا ایک حصہ وقتاً فوقتاً بے روزگار رہتا ہے۔ جب بے روزگاری گوناگوں معاشری اسباب کا نتیجہ ہے اور اس کی ذمہ داری فرد پر عائد نہیں ہوتی تو سماج کو اس ذمہ داری کے قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ایسی تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں جن کے بدولت ملک کا افلاس دور ہو جائے اور ملک کے کام کرنے والے بے روزگاری کے خطرات سے محفوظ و مامون اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ قدیم زمانہ میں جب کہ مشترک خاندان کا طریقہ رائج تھا بے روزگار اور نادار اراکین خاندان کو مشکلات کا سامنا نہیں ہوتا تھا، کیونکہ مذکورہ بالا طریقہ کے تحت ذمہ داری اجتماعی ہوتی تھی۔ اب حالات بدل گئے ہیں یہ کام دوسری ایجنسیوں کو اپنے ہاتھوں میں لینا چاہئے اور بجا طور پر حکومت سے بڑھ کر کوئی اور ایجنسی ہو سکتی ہے۔

صنعتی مرکزوں کے لئے جبری بیمہ کی ترویج ہو سکتی ہے۔ البتہ ادائیوں اور معاوضوں کی رقم ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے ہونی چاہئے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ بیمہ بے روزگاری کے سلسلہ میں مزدوروں کی طرف سے کیا ادائی ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر راؤ نے قومی آمدنی کے متعلق جو اندازہ ۱۹۳۱ء و ۱۹۳۲ء کے لئے پیش کیا ہے اس کی رو سے فی کس [illegible] حالات و سطاً ۶۵ روپیہ پڑتا ہے۔ یہاں کے مزدوروں کی آمدنی کا معیار اتنا پست ہوتا ہے کہ ناگہانی مصیبتوں کے لئے پس انداز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ صنعتی جھگڑوں کی وجہ سے آمدنی مزید تخفیف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء و ۱۹۳۹ء میں ہڑتالوں اور بندیوں کی تعداد ۳۲۲ رہی جن میں ۴۰۹۰۳ [illegible] مزدور مبتلا رہے اور [illegible] ایام کام بند رہا۔

ان تمام حالات کے تحت مسٹر [illegible] آف سوشل ورک بمبئی کے ڈائرکٹر کی رائے ہے کہ مزدوروں کی قلیل آمدنی شاید اسے بیمہ فنڈ میں کوئی رقم جمع کرنے کی اجازت نہ دے، پس عارضی طور پر بیمہ فنڈ میں رقم جمع کرنے کی ذمہ داری زیادہ تر حکومت اور آجر طبقہ پر ہونی چاہئے۔

ایک دوسرا مسئلہ مزدوروں کے علاج سے متعلق ہے۔ ۱۹۳۶ء میں جب یہ مسئلہ حکومت کے سامنے پیش ہوا تو اس کے متعلق حسب ذیل دشواریاں بتائی گئیں۔ صنعتی مزدوروں کی غیر مستقل حیثیت ہے۔ بیماری کے زمانہ میں اپنا اپنے دیہی وطن کو چلے جاتے ہیں۔ طبی امداد کے سلسلہ میں یہ اپنی اجرتوں میں سے کچھ منہا کرانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ملک میں ڈاکٹروں کی تعداد کافی نہیں ہے۔ لیکن اب یہ حالات بدل گئے ہیں۔ آج کل مزدور نسبتاً مستقل حیثیت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ مزدور وطن واپس ہو کر جو عطائیانہ علاج کراتے ہیں اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ توہمات کا شکار ہیں اور انہیں اپنے عطائیوں کی دواؤں پر اعتماد ہوتا ہے۔ لیکن اہم ترین سبب ان کی غربت ہے جو شہر میں ڈاکٹری علاج کے گراں مصارف کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ جب صنعتی شہروں میں خود ان کے لئے سستی طبی امداد کے انتظامات ہو جائیں گے تو وہ اپنے دیہی وطن کم جائیں گے۔ نیز طبی امداد کے سلسلہ میں اگر منہائیاں معمولی سی ہوں تو وہ شاید برداشت کریں۔ مثلاً بیماری کے بیمہ فنڈ کے لئے پروفیسر اداکار کی رائے ہے کہ [illegible] مزدور ۲ آنہ، آجر ۱ آنہ اور حکومت [illegible] آنہ ادا کرے۔ ان امداد میں حسب ضرورت ترمیم ہو سکتی ہے۔ اب رہا ڈاکٹروں کی کمی کا سوال، حالات میں بتدریج اصلاح ہو رہی ہے۔ جنگ کے بعد بہت سے ڈاکٹر ملک کو واپس آ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ملک میں مختلف طرح کی طبی تعلیم کے وسیع انتظامات کے ذریعے اس مشکل مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔ خوشی کا مقام ہے کہ حکومت ہند نے کچھ عرصہ قبل پروفیسر اداکار کو صنعتی مزدوروں کے بیمہ کی اسکیم تیار کرنے کے کام پر مقرر کیا ہے۔ اسکیم صاحب موصوف آجروں اور مزدوروں کے نمائندوں اور حکومت ہند کے محکمہ جات کے مشوروں سے تیار کریں گے۔

طبی امداد کے تحت زچاؤں کی امداد قابل [illegible] ہے۔ مغربی ممالک زچگی سے کچھ پہلے اور زچگی کے بعد کچھ عرصہ تک مزدور عورتوں کو کام کرنے کی اجازت نہیں [illegible] اور اس زمانہ میں انہیں رقمی امداد ملتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی بہت ہی ضرورت ہے کہ کم از کم [illegible]

روس کی ایک جمہوری حکومت

از

وینڈل ولکی

آج کل لوگوں کے دلوں میں بیشمار سوالات پیدا ہو رہے ہیں۔ روسی شہریوں کی بہبود و ترقی کے لئے کمیونسٹ پارٹی اور اس کے عہدہ داروں کی کیا خدمت انجام دیتی ہے۔ کیا وہاں کے باشندے شہری زندگی کو روسی کھاتے ہیں۔ ان کو کس قسم کا معقول انتظام ہے۔ ان لوگوں کو جنگ کی نسبت کیا خیال ہے۔ کیا روس نے انقلابی حیثیت میں اپنے فلاحی آدمی میں کہیں اور ترقی کی ہے؟ ان سوالات کے جوابات سہل اور آسان نہیں۔ بات یہ ہے کہ سوویٹ یونین کوئی چھوٹا سا علاقہ نہیں کہ ایک نظر اس کا مشاہدہ ہو سکے یا ایک ہی نوعیت کی کیفیت پائی جاتی ہو۔ ایک وسیع و عریض علاقہ ہے۔ اتنا بڑا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، کینیڈا اور وسطی امریکہ سب کے سب مل کر بھی اس کے برابر نہیں ہوتے۔ جو بات اس زبردست سوویٹ ملک کے ایک حصہ کے لئے صحیح ہو۔ ممکن ہے کہ وہاں اس کے کسی دوسرے حصہ کے لئے صحیح نہ ہو۔ تاہم جمہوریہ سائبیریا "یاکتسک" میں مجھ کو وہ یا اسوالات میں سے چند ایک کے جوابات ملے ہیں جن کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

میں یاکتسک کی ماضی کے متعلق جو کچھ پڑھا تھا اس کے حال سے مجھے انقلاب روس کے متعلق زیادہ معلوم ہوئیں۔ میں نے جو کچھ وہاں دیکھا۔ اس سے میں کمیونسٹ نہیں بن گیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے امریکن نظام حکومت کا پہلے سے زیادہ قائل اور پہلے سے زیادہ اس کی تائید و حمایت میں کام کرنے کا شائق ہو گیا۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بھی میرے دل میں جاگزین ہوئی۔ وہ یہ کہ جیسا کہ دوسروں کو بھی کہتا ہے۔ وہ فطرتاً ایسے سخت آدمی نہیں کہ امریکہ کے ساتھ مل کر کام نہ کر سکیں۔ پھر یہ بات مجھے یقین ہو گیا۔ کہ جنگ کے بعد دنیا اپنی امن و خوشحالی کے لئے اس بات کی محتاج ہوگی۔ کہ امریکہ اور روس دوش بدوش کام کریں۔

یاکتسک کی قدیم تاریخ

اول یاکتسک کی گذشتہ تاریخ پر نظر ڈالئے۔ یہاں کے باشندے وسطی ایشیا کی ایک قوم تھے۔ جو جنگلی قبیلوں کے دباؤ سے شمال کی طرف آ گئے تھے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے تھے جو برفستانوں کی تلاش میں ادھر ادھر پھر کر گذر بسر کرتے تھے۔ بہت سے ایسے تھے۔ جو صدیوں سے کسی نہ کسی حصہ پر قابض ہو گئے تھے۔ یہ لوگ بھیڑوں اور بکریوں کی جھونپڑیوں نما مکانوں میں رہتے تھے۔ جو گوبر سے لپے ہوئے دھوئیں سے بھری چھت

اور وہ اپنی اور جانوں سے بنی رہتیں۔ بیماریوں اور آئے دن کے قحطوں نے بھی ان کو مشتعل کر دیا تھا۔ جو قوم کبھی بڑی با حوصلہ اور سخت دل تھی۔ وہ اب کمزور اور نازک دل بن گئی تھی۔

روسی آہستہ آہستہ ملک میں داخل ہوئے۔ اور ماضی قریب تک وہ ایسی بڑی تعداد میں نہ تھے۔ زارِ روس کے عہد میں یاکتسک تپ دق اور آتشک جیسے امراض جراثیم کے لئے مشہور رہا تھا۔ مجرم اور سیاسی قیدی یہیں بھیجے جاتے تھے۔ بیگز پنڈ لیکن بھی جلاوطن کر کے یہیں بھیجا گیا تھا۔ جن لوگوں نے یہاں کی تلخ زندگی کا مزا چکھا تھا۔ وہ یاکتسک کو "قید خانہ" کہہ کر پکارتے ہیں۔

یکم ستمبر کو ہمارا جنگی طیارہ بیمار لب ریشہ جمہوریہ یاکتسک کے صدر مقام پر جو اسی نام (یاکتسک) سے مشہور ہے اُترا تھا۔ اس وقت یہاں کا فضائی مستقر برف کی لپیٹ میں تھا۔ فضا سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ علاقہ تو بڑا ہے مگر زرخیزی سے تہی دامن۔ دشمن سے بہت کم ہیں۔ میلوں برف پڑی پڑی ہے اور درخت چھلکے گئے ہیں۔ جوں ہی ہمارا طیارہ زمین پر اترا۔ تو فضائی مستقر کے سرے پر جو چند آدمی کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی بڑھ کر ہماری طرف آیا۔ اور ہمیں خطاب کر کے بولا۔ میرا نام موروزوف ہے۔ اشتراکی جمہوریہ شورائیہ یاکتسک کی مجلس خدام خلق کا میں صدر ہوں۔ کامریڈ سٹالن کی طرف سے مجھے ہدایات ملی ہیں۔ کہ جب آپ یہاں تشریف لائیں۔ تو میں آپ کی خاطر تواضع کروں۔ آپ جو چیز دیکھنا چاہیں۔ وہ آپ کو دکھاؤں۔ اور آپ جو پوچھنا چاہیں۔ اس کا جواب دوں۔ میں آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔"

یہ تقریر تو مختصر تھی مگر ہمیں اسے جو کچھ بھی کہنا تھا۔ وہ اس نے سب کچھ کہہ دیا تھا۔ ہوائی اڈے میں ایک درجن بھی آدمی نہ تھے۔ یہی ایک شخص تھا۔ جو کسی غیر ملکی سیاح کا خیر مقدم کرنے والے پر بھی خود پہنچے ہوئے گارڈ آف آنر کی رہنمائی کرتا تھا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کو بتایا کہ ہم وہاں صرف چند گھنٹے ٹھہریں گے۔ کیونکہ اپنے آئندہ ایک ہزار میل کے سفر کو ہم اسی رات پورا کر لینا چاہتے تھے۔ اور اس دن کا بقیہ حصہ سفر میں گزاریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ "مسٹر ولکی آپ ورائیت اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ اور غالباً کل ہی روانہ ہو سکیں گے کیونکہ موسم ٹھیک نہیں۔ اور مجھے ہدایات ملی ہیں۔ کہ جب موسم یقینی طور پر ٹھیک ہو۔ کہ آپ کو دوسرے مقام پر جہاں اترنا آپ بعجلت وسلامتی اتریں۔ تب روانہ ہوں۔ اگر میں ایسا کرنے سے قاصر رہا۔ تو میں اپنے منصب سے معطل کر دیا جاؤں گا۔"

ہم فضائی مستقر سے شہر کو ایک سواری میں روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہنچے تو موروزوف نے دریافت کیا۔ "مسٹر ولکی آپ یاکتسک میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟"

ہم "آپ کے یہاں کوئی لائبریری ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ ہماری ایک لائبریری ہے۔"

ہم سیدھے اس کی طرف ہوئے۔ لائبریری کی عمارت تھی تو پرانی۔ مگر خوب ہوادار اور روشن۔ عمارت ستھری۔ لائبریری کا عملہ بھی بہت مکمل تھا۔ اس پچاس ہزار کی آبادی والے شہر کے لئے کوئی ۴ لاکھ کتب کا ذخیرہ لائبریری میں موجود تھا۔ لائبریری کے ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ گذشتہ ۹ ماہ کے اندر ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں لائبریری سے نکلوا کر مطالعہ میں آئی تھیں۔ جرائد و رسائل اور ریفرنس کی کتابیں کھلی الماریوں میں رکھی گئی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ لائبریری کا انتظام بڑی عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لائبریری ایسی شاندار تھی کہ کوئی بڑے سے بڑا شہر بھی ایسی لائبریری رکھنے پر فخر کر سکتا ہے۔

ہمیں سائبیرین طرز کا کھانا پیش کیا گیا۔ ہماری میز پر حسب ذیل کھانے چنے گئے۔

بھنا ہوا سور کا گوشت۔ سور کے انڈے۔ پنیر، شوربہ۔ مرغی کے چوزے۔ ٹماٹر اور ہر قسم کا کھانا اور شراب۔ کھانا افراط میں ایک سے ایک زیادہ تھا۔ چونکہ یہ سخت سرد ملک ہے۔ اس لئے وادکا اور گرم چائے کا سارا دن دور چلتا رہتا ہے۔

مقامی تفریح گاہوں کے متعلق میں نے پوچھا۔ "آپ کے یہاں کوئی تھیٹر بھی ہے؟" جواب ملا کہ "ہاں ہے۔ شام کو ضرور چلئے۔" موروزوف نے مجھے بتایا کہ ۸ بجے رات کے کھیل شروع ہوتا ہے۔ ڈنر کے بعد ہم نے ڈرامہ کا پروگرام دیکھا۔ جب مجھے یکایک خیال آیا کہ اس سے زیادہ وقت پر کھیل شروع ہونے کا آپ نے کیا وقت قرار دیا تھا؟ میں نے دریافت کیا۔

"مسٹر ولکی" اس نے جواب دیا۔ "کھیل اس وقت شروع ہوگا۔ جب آپ وہاں پہنچ جائیں گے۔" اور ایسا ہی ہوا۔ ہم آدھ گھنٹے دیر سے تماشہ گاہ میں پہنچے۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ لینن گراڈ کی ایک کمپنی دورہ کرتی ہوئی وہاں اتری تھی۔ ڈانسنگ بہت شاندار تھی۔ اسٹیج بھی اچھا تھا۔ اور گانے بھی اچھے تھے۔

مگر تھیٹر میں جانے سے پہلے شام کو ہم عجائب گھر دیکھ چکے تھے۔ یہاں ہم نے جنگ عظیم کی یاد تازہ کرانے والی بعض چیزیں دیکھیں۔ دیواروں پر نقشے اور ان سے جن مقامات پر جرمنوں نے تباہی مچائی۔ اور جہاں جہاں سے گزرے وہاں سے تمام سکول، ہسپتال، مویشیوں کی چراگاہیں تباہ کر دیں۔ [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

مسٹر جناح اور خضر حیات خاں کی گفتگو جس دن ختم ہوئی اس سے دو روز پہلے سر نیک چند نے پنجاب کے ہندو اخبارات کے نمائندوں کو اپنے گھر بلایا۔ اس خفیہ کانفرنس میں ٹری بیون، ڈیلی ہیرلڈ، ویر بھارت، پرتاب اور ملاپ کے نمائندے اور مہا سبھا کی مجلس نگران کے سب ہی لوگ شریک ہوئے۔ سنا جاتا ہے کہ غیر مسلم وزرا بھی وہاں موجود تھے۔ سر نیک چند نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ کی سرگرمیوں کی روک تھام کرنے کے لئے کوئی منظم لائحہ عمل بنایا جائے تاکہ مسلم لیگ پنجاب میں اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ پریس کے نمائندوں سے میرا یہ کہنا ہے کہ وہ اپنے اخباروں میں خضر حیات خاں کو پنجاب کا ہیرو بنا کر پیش کریں اور مسلم لیگ کی خبروں کو بالکل نہ چھاپیں۔ پریس کے نمائندوں نے یہ تجویز مان لی۔ (قومی جنگ)

معاصر "ریاست" کے ایک اداریہ کا جواب دیتے ہوئے "ترجمان ملت" لکھتا ہے:-

"اگر جمہوری حکومت ہی اس کی دیرینہ خواہش ہے تب بھی وہ ہندوستان میں کسی وفاقی حکومت کے قائم ہو جانے نہیں مل سکتی جب تک اس کے اس نظریہ کے راستے میں یہاں کے خاص حقوق یا جو مسلمان حائل ہیں اور جب تک یہاں ہندو نظیمیں اتحاد المسلمین سے کوئی اتحاد نہیں کر لیتیں۔"

کیا ترجمان ملت نے یہ خیالات ان کے سارے مضرات کو سمجھ کے بعد ظاہر کئے ہیں؟ اس سیاسی کلام کا کیا حشر ہوگا جس کی تلقین ترجمان ملت کر رہا ہے۔ جناب ایسے ہی نادان دوست قائد ملت کی پریشانیوں میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

اسی اداریہ میں "ترجمان ملت" نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ:-

"اگر ہندو اور مسلمان پہلے ہی کی طرح ایک حیدرآبادی مضبوط قومیت قائم کر لیں تو سب کے اتفاق سے ایک ایسی عوامی حکومت قائم ہو سکتی ہے جو اس مغربی جمہوریت کا بہتر بدل ہو"

ہمیں کامل اتفاق ہے۔ اب "ترجمان ملت" بھی ۱۰۰ فی صد قوم پرستوں کا آرگن بنتا جا رہا ہے۔ آنچہ دانا کند کند ناداں............

شکر ہے کہ معاصر عزیز (مملکت) کو تسلیم ہے کہ وہ خود جاہل ہے۔ (ترجمان ملت)

جی ہاں! تسلیم ہے۔ ہمارے جہل کی تعریف ملاحظہ ہو۔

آں کس کہ بداند و بداند کہ بداند

اور آپ کے تبحر علمی کی شان ملاحظہ ہو۔

آں کس کہ نداند و بداند کہ بداند

سیاسیات پنجاب پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "ریاست" نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ:-

"پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جہاں زمینداروں کا مفاد نہایت قوی ہے۔ سماجی، معاشی اور سیاسی حیثیت سے پنجاب کے بیشتر طبقات پر زمیندار حاوی ہیں۔ پنجاب کی یہی خاص صورت حال ہے جس کے تحت ایک ایسی ہی پارٹی پنجاب کی وزارت کو تشکیل دے سکتی ہے جس کو ان زمینداروں کی تائید حاصل ہو اور جو ان زمینداروں کے ساتھ ہمدرد ہو۔"

بالکل یہی صورت حال حیدرآباد کے علاقہ آندھرا کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ آندھرا کے زمیندار لیڈر کاشتکاروں کا نام لے کر دوسرے زمینداروں پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں ـــــــ بیچارے کاشتکار۔

پنجاب کی سیاسیات میں مسلم لیگ کی مداخلت معاصر "زمیندار" کو گوارا نہیں چنانچہ وہ تحریر کرتا ہے کہ:-

"ملک خضر حیات خاں اپنی پوزیشن پر مصر ہیں۔ وہ پنجاب کی سیاسیات کو مسٹر جناح کے مقابلہ میں بہتر طریقہ پر جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ پنجاب کی سیاسیات میں قائد اعظم کی مداخلت کو پسند نہیں کرتے۔ وہ پنجاب کی سیاسیات میں داخلی آزادی اور خود مختاری چاہتے ہیں لیکن مسٹر جناح اس آزادی اور خود مختاری کو سلب کر لینا چاہتے ہیں۔"

ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ صوبوں اور ریاستوں میں دخل دینے کا حق کانگریس کو اور صرف کانگریس کو حاصل ہے۔ کانگریس کی مداخلت سے صوبوں کی آزادی اور خود مختاری سلب نہیں ہوتی۔ کم از کم ڈاکٹر کھرے کی یہی رائے ہے۔

تعریفات

عوامی ادارے ـــــــ ایسے ادارے جو صارفین اور کاشتکاروں کے حقوق کے محافظ ہونے کا دعویٰ کریں مگر ساہوکاروں اور ذخیرہ بازوں کے اغراض کی تکمیل کریں۔

لیڈر ـــــــ وہ فوق البشر ہستی جو جاتی بار تو جلوس کے ساتھ نکلے یا پبلک میں آ کر بات کی مخالفت کرے اور حکمہ معدیں پرست کرنے پیروی کرے۔

رسد ـــــــ نی رسد

گرانی ـــــــ اضافہ گرانی

مشترکہ ادائی حصہ پیداوار ـــــــ اچھا غلہ ساہوکار کے گودام میں اور خراب غلہ سرکار کے گودام میں۔

کمرشیل کارپوریشن ـــــــ وہ ادارہ جو سرکار کے سرمایہ سے کام کرے اور ساہوکار کو نفع پہونچائے۔

ناظم راتب بندی ـــــــ حکومت سرکار عالی کا وہ مردم شناس اور قابل عہدہ دار

محکمہ لاسلکی ـــــــ کام کم پکار زیادہ

محکمہ انسداد رشوت ستانی ـــــــ بلائے ناگہانی

جاگیردار ـــــــ ادارہ ـــــــ جو بہت بہت

کمیونسٹ پارٹی ـــــــ خلاف حکومت وہ محاذ جس میں ہر مکتب خیال کے افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

ہز اگزالٹیڈ ہائنس دی نظامس اسٹیٹ ریلوے

سنہ ۱۹۴۱ء میں محکمہ ریلوے سرکار عالی کے شرائط ملازمت میں اصلاحات

گزشتہ دو تین سالوں میں محکمہ ریلوے سرکار عالی نے ملازمین ریلوے کے لئے اہم اصلاحات نافذ کی ہیں۔ موجودہ سخت زمانے کے مشکل حالات کے تحت محکمہ ساڑھے چودہ لاکھ روپے سالانہ صرف الاونس گرانی پر خرچ کر رہا ہے جس سے محکمہ کے تقریباً ۹۰ فیصدی ملازمین مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ کا ایک امتیازی کام اپنے ملازمین کے لئے غلہ سستے داموں پر مہیا کرنا ہے۔ غلہ کے یہ تقسیمی ادارے غلہ فروشی کی دوکانوں کے عام قیمتوں سے بھی کچھ کم ہی ہیں۔ اس انتظام کے اخراجات کے لئے اور غلہ کی قیمت خرید و فروخت کے درمیان فرق کی بناء پر محکمہ پہلے آٹھ ماہ سے پچھتر ہزار روپے ماہانہ کا خرچ برداشت کر رہا ہے۔ ملازمین کو غلہ کی فراہمی جو ابتداً سنہ ۱۹۴۲ء میں صرف صدر دفتر سے شروع کی گئی تھی اس کی اب توسیع تمام اہم اسٹیشنوں تک کردی گئی ہے۔ اس فیاضانہ انتظام کی مدد سے ہر ماہ اندازہ ہزار پانچسو نفوس کو اچھی اور سستی غذا نصیب ہو رہی ہے۔

اس کے سوا عملہ ریلوے کے لئے پچاس ہزار گز معیاری کپڑا جو قمیضوں کے کپڑوں، دھوتیوں اور ساڑیوں پر مشتمل ہے دسمبر سنہ ۱۹۴۲ء سے فراہم کیا گیا ہے یہ کپڑا اولاً عملہ کے سب سے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے ہاتھ فروخت کیا گیا۔ کپڑے کی یہ پہلی فراہمی تجربے کے طور پر ہے اور آئندہ کی فراہمی کا انحصار زیادہ تر اس بات پر عملہ کے مطالبہ پر ہوگا۔ اس کپڑے کی قیمت فروخت جو محکمہ کی مقرر کردہ معیاری قیمت سے کچھ کم ہے حیدرآباد کمرشل کارپوریشن سے مشورہ کے بعد مقرر کی گئی ہے۔

محکمہ ریلوے نے انجن ڈرائیورز فائرمین اور شنٹرز کی اجرتوں پر نظر ثانی کر کے انہیں حسب شرح ذیل بڑھا دیا۔

فائرمین نمبر ۲ کی تنخواہ ۱۲-۱-۱۷ روپے کلدار سے ۱۷-۱-۲۲ روپے کلدار کردی گئی۔

فائرمین "سی" کی تنخواہ ۳۰ روپے کلدار سے ۴۰ روپے کلدار کردی گئی۔

فائرمین "بی" کی تنخواہ ۱۸-۲-۳۰ روپے کلدار سے ۲۸-۲-۴۰ روپے کلدار کردی گئی۔

انجن ڈرائیور "بی" کی تنخواہ ۴۰-۵-۵۰ روپے کلدار سے ۵۰-۵-۶۰ روپے کلدار کردی گئی۔

شنٹر نمبر ۲ کی تنخواہ ۵۰-۵-۶۰ روپے کلدار سے ۶۰-۵-۷۵ روپے کلدار کردی گئی۔

اکزیکٹیو اسٹاف یعنی شنٹرز، اٹنڈنٹس وغیرہ

سے درجہ اسٹاف ورکی ورکشاپ کے علاوہ اور شعبہ اسٹاف کے گریڈوں پر بھی نظر ثانی کر کے ان میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس اضافہ کے سلسلہ میں محکمہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ زیر بار ہو رہا ہے۔

گذشتہ برس سنہ ۱۹۴۱ء سے پانچ سو دس مکانات تقریباً ساڑھے چار لاکھ روپے کے صرفہ سے بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تیسرے درجہ کے مکانوں میں ڈرینج کے انتظام کو شاہ آباد وپہتر کی موریاں بنا کر زیادہ بہتر کردیا گیا ہے۔ درجہ سوم کی اہم مقامات مثلاً اورنگ آباد جالنہ پرلی پورنا منماڑ اور بیدر رحیم روڈ کے اسٹیشنوں پر کے گئے ہیں۔ ان مکانات کے لئے الگ الگ بیت الخلا اور حصار کی دیواریں بھی بنائی گئی ہیں۔ ناندیڑ اور جالنہ وغیرہ کے مکانوں میں آبرسانی کا انتظام ریلوے کے انتظامات کو عام بلدی انتظامات سے ملا کر بہتر بنا دیا گیا ہے۔

ضمانت داد و پراویڈنٹ فنڈ میں اب تک عملہ کے ان ملازمین کو جن کی تنخواہ پندرہ روپے ماہانہ سے کم تھیں اور جن کی ملازمت ۱۹ سال یا اس سے زیادہ ہو گئی تھی چندہ دینے کا اختیار حاصل تھا لیکن اب اس مدت کو جس کے بعد ملازم اس فنڈ میں شریک ہو سکتا ہے گھٹا کر دس سال کر دیا گیا ہے۔ جس کی بناء پر یکم اپریل سنہ ۱۹۴۲ء سے ریلوے کے مزید سولہ سو پچاس ملازمین پراویڈنٹ فنڈ کی سہولتوں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس مد پر سالانہ ۲۱۲۰۰ روپے کلدار کا مزید بار ہوگا۔

محکمہ ریلوے سرکار عالی اب خود اپنی ایک ایمبولنس کار بھی رکھتا ہے جو جدید ساز و سامان سے پوری طرح آراستہ ہے مریضوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے کاموں کے علاوہ اس موٹر سے ریلوے ایمبولنس ڈویژنز کو تربیت دینے کا کام بھی لیا جا رہا ہے۔

کئی اور چھوٹی اصلاحات جو عملہ کی تنخواہوں کی شرح اور شرائط خدمت سے متعلق ہیں ان کا بیان ذکر عملہ کی تھوڑی تعداد سے متعلق ہونے کی بناء پر نہیں کیا گیا۔

کل ہند اردو کانگریس

حیدرآباد ۔ ۶ امرداد۔ معتمد صاحب اعزازی اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ نوٹ میں جن لوگوں کے دعوت قبول کرنے کا اعلان کیا گیا ہے ان کے علاوہ اب تک جن مشاہیر کے جوابات وصول ہو چکے ہیں اور جنہوں نے آنے کا وعدہ کیا ہے ان کی طویل فہرست میں سر شیخ عبدالقادر، آنریبل مسٹر شمس الدین محمد وزیر تعلیمات بہاولپور، ڈاکٹر عبدالحق معتمد انجمن ترقی اردو (دہلی) جگر مرادآبادی، ڈاکٹر ... مرزا ... بیگ، ... صاحب جوش، نواب لطف اللہ خاں صاحب ... سید اختر صاحب حیدرآبادی کے نام بھی شامل ہیں۔

کے اہل قلم اور جریدہ نگاروں میں سے بھی اس وقت تک حسب ذیل حضرات نے دعوت ظفر صاحب ایڈیٹر "ہمایوں" لاہور، ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب لاہور، حامد اللہ صاحب افسر، میر نعیم محمد رضا صاحب انصاری ایڈیٹر "منزل" لکھنؤ، انیس الرحمن صاحب ایڈیٹر "نئی زندگی" الہ آباد، عبدالرؤف عباسی صاحب ایڈیٹر "حق" ... دعوت قبول فرما چکے ہیں۔

اب تک ہندوستان سے آنے والوں کی جو فہرست شائع ہو چکی ہے اس سے اس حقیقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ماہ جولائی کے آخری ہفتہ میں حیدرآباد کی سرزمین پر ارباب علم و فضل کا یہ اجتماع اپنی آپ مثال ہوگا۔

اس امر کا اظہار کر دینا ضروری ہے کہ کانگریس کے اجلاسوں میں عام شرکت کی اجازت نہیں اور صرف وہی اصحاب شریک ہو سکیں گے جو مدعو کئے گئے ہیں یا جنہوں نے مجلس استقبالیہ کی رکنیت قبول فرمائی ہے۔ درحقیقت اس کانگریس کے انعقاد کا مقصد کوئی عمومی مظاہرہ نہیں ہے نہ کوئی ایسا جلسہ ہے جس کی کامیابی کو حاضرین کے کثرت تعداد پر ... بلکہ فی الاصل یہ ارباب علم و فضل اور اردو زبان کے ادیبوں کا ایک خالص علمی اجتماع ہے۔ جس میں مہمانوں کے علاوہ صرف اراکین مجلس استقبالیہ شریک ہو سکیں گے تاکہ علمی اور ادبی مسائل پر غور و فکر کیا جا سکے۔

اس قسم کی مخصوص فضا ضروری ہے اور اسی لئے منتظمین کانگریس نے یہ طے کیا ہے کہ اس علمی اجتماع کو تماشا نہ بنایا جائے۔ صرف وہی مقامی اصحاب جو اردو کے شیدا ہیں کانگریس کے اجلاسوں میں شریک ہو سکیں گے جو مجلس استقبالیہ کی رکنیت میں شامل ہوں گے۔

کانگریس کا نظام العمل بعد میں شائع کیا جائے گا لیکن اس وقت تک (۵) اجلاسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے ان اجلاسوں کے صدر اور معتمدین منتخب ہو چکے ہیں۔ پروگرام کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔

(دکن نیوز)

حکم نگرانی کرایہ امکنہ

بنفاذ ان اختیارات کے جو صدر اعظم باب حکومت کو تحت قاعدہ ۲۰ (۲) (ب ب) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۵۳ف حاصل ہیں حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے۔

ف۔ حکم ہذا بنام "حکم نگرانی کرایہ امکنہ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۵۳ف" موسوم ہوسکے گا۔ اور تاریخ اشاعت جریدہ سے بلدہ حیدرآباد۔ اورنگ آباد۔ جالنہ۔ گلبرگہ بیدر (بشمول مضافات) کریم آباد عرس ناندیڑ۔ نظام آباد اور ... رقبہ جات ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوگا جو اس خصوص میں سرکار عالی کی جانب سے وقتاً فوقتاً جریدہ اعلامیہ میں مشتہر کئے جائیں۔

ف۔ حکم ہذا میں بجز اس کے کہ مضمون یا سیاق عبارت اس کے خلاف ہو۔

(۱) "کنٹرولر" سے مراد اس ضلع کا دوم تعلقدار ہے جہاں وہ قصبہ جس سے حکم ہذا متعلق کیا جائے واقع ہو۔ اور بلدہ میں اس سے مراد دوم تعلقدار بلدہ ہے۔

(۲) "مکان" سے مراد کوئی ایسی عمارت یا حصہ عمارت ہے جو اغراض رہائش یا دوکان یا گودام کے لئے موزوں ہو اور اس میں شامل ہے۔

(الف) اس عمارت یا حصہ عمارت کے باغ، اراضی اور بیرونی تعمیرات (اگر کوئی ہوں) وغیرہ

(ب) فرنیچر جو مالک مکان نے اس عمارت یا حصہ عمارت کے ساتھ استعمال کے لئے دیا ہو۔ اور

(۳) "مالک مکان" سے وہ شخص مراد ہے جو کسی مکان کا کرایہ خواہ اپنے لئے یا اپنے اور دوسروں کے لئے یا بطور ایجنٹ یا ... کے وصول کرتا ہو یا وصول کرنے کا مستحق ہو یا جو مکان کے کرایہ پر اٹھائے جانے کی صورت میں اس طرح وصول پانے یا وصول کرنے کا مستحق ہو۔

ف۔ جب کنٹرولر کو تحریری درخواست کے پیش ہونے کی وجہ سے یا ازخود یہ باور کرنے کی معقول وجہ ہو کہ کسی ایسے قصبہ میں جس سے حکم ہذا متعلق کیا گیا ہو کسی مکان کا کرایہ بہت زیادہ ہے تو وہ سرسری تحقیقات کرکے اس کے متعلق تجویز کرے گا۔

ف۔ اگر اس کارروائی کے تمام حالات پر غور کرنے کے بعد کنٹرولر پر یہ امر ثابت ہوگا کہ کرایہ دار کی جانب سے کرایہ کے علاوہ بڑھوتی یا اسی قسم کی کوئی رقم ادا کی گئی ہو یا ادا شدنی ہے کنٹرولر کی رائے ہو کہ اس مکان کا کرایہ بہت زیادہ ہے تو وہ اس مکان کا مناسب کرایہ مقرر کریگا۔

ف۔ بتحت فقرہ (۳) کسی مکان کا مناسب کرایہ مقرر کرتے وقت کنٹرولر اسی یا اسی قسم کے مکان کے سابقہ کرایوں کا بھی لحاظ کرے گا جو مماثل حالات میں یکم خورداد ۱۳۵۱ف سے ... وصول کئے جاتے تھے۔ نیز مکان کی اس قابل ادائی ٹیکس مالیت کا بھی لحاظ کرے گا جو اس کے کرایہ کے لحاظ سے بلدی یا مجالس مقامی (جیسی بھی صورت ہو) کے کتب تشخیص ٹیکس میں مدت مذکورہ کے متعلق درج کی گئی ہو۔ اور جب کوئی مکان تاریخ معروضہ صدر کے بعد تعمیر ہوا ہو تو کنٹرولر مناسب قیمت کے تعین میں قیمت اراضی اور تعمیری مصارف میں عام اضافہ کا بھی لحاظ کریگا۔

ف۔ جب کنٹرولر کسی مکان کا مناسب کرایہ مقرر کر دے تو

(الف) مالک مکان کرایہ یا اس مناسب کرایہ سے زیادہ کسی رقم پیشگی یا بڑھوتی کا نہ ادعا کرے گا اور نہ وصول کرے گا۔

(ب) کوئی اقرار جو کرایہ یا مناسب کرایہ سے زیادہ کسی رقم کی ادائی کے متعلق ہو تا بحد زائد رقم کی حد تک باطل اور کالعدم ہوگا۔ اور اس کے متعلق یہ تصور ہوگا کہ گویا اقرار مذکور مناسب کرایہ کی ادائی کے متعلق تھا۔

(ج) انفاذ حکم ہذا کے بعد کی سکونت سے متعلق کوئی رقم جو اس مناسب کرایہ سے زیادہ ادا کی گئی ہو۔ چاہے حکم ہذا کے نفاذ سے پہلے ادا کی گئی ہو یا اس کے بعد اس شخص کو واپس کی جائیگی جس نے یہ رقم ادا کی ہو۔ یا اس شخص کی حسب مرضی کسی دوسرے طریقہ پر چکا دی جائیگی

ف۔ (الف) حکم ہذا کے نفاذ کے بعد کرایہ میں اضافہ کی اجازت صرف اس وقت دی جائے گی جب کہ مکانیت میں اضافہ یا ایسی تبدیلی مالک مکان کے صرفہ سے کرایہ کے مقرر ہونے کے بعد کی گئی ہو جو اس رقبہ کے مکانات کی معمولی یا ضروری ترمیم کے علاوہ ہو جس سے کہ حکم ہذا متعلق ہو۔

(ب) ضمن الف میں مذکورہ کرایہ میں اضافہ مکانیت میں اضافہ یا درستی یا تبدیلی کے مصارف پر ... فیصد سالانہ سے زیادہ ہوگا اور اس اضافہ درستی یا تبدیلی کے مکمل ہونے کے بعد سے محسوب کیا جائے گا۔

(ج) اگر تاریخ نفاذ حکم ہذا پر کوئی مالک مکان کرایہ مکان میں۔

(الف) مکار وبلی اور صفائی کے ٹیکس (ب) امام بیت الخلاء کی تعمیر وغیرہ کے متعلق یا (ج) محصول آبرسانی کو بھی شامل کرکے وصول کر رہا ہو۔ اور تاریخ مذکورہ صدر پر یا اس کے بعد ایسے کسی ٹیکس یا محصول کی رقم میں اضافہ کیا گیا ہو تو ضمن (الف) اور (ب) میں مندرجہ کسی حکم کے باوجود مالک مکان مقررہ کرایہ میں ٹیکس یا محصول میں اضافہ کے مساوی اضافہ کرسکے گا۔

(د)۔ مالک مکان اور کرایہ دار میں کسی ایسے کرایہ کے اضافہ سے متعلق جس کا مطالبہ ضمن (ج) کے تحت کیا جائے کوئی نزاع پیدا ہو تو اس کا تصفیہ کنٹرولر کرے گا۔

ف۔ کوئی مالک مکان کنٹرولر کی سابقہ تحریری اجازت کے بغیر

(الف) کرایہ دار کو کرایہ کے معاہدہ کو ختم کرنے کی نوٹس دے گا۔ اور نہ اس معاہدہ کو ختم کرے گا۔ اگر ایسا کرنے کا اس کو اختیار ہو۔

(ب) اور جب کرایہ کا معاہدہ اس مدت کے ختم ہوجانے کی وجہ سے جو معاہدہ میں مقرر کی گئی ہو۔ قابل اختتام ہو تو ضابطہ معینہ قانون کے مطابق یا اور طور پر کرایہ دار کو تخلیہ مکان کی نوٹس نہیں دے گا۔ جب کہ کرایہ دار مناسب کرایہ ادا کرنے پر رضامند ہو۔

ف۔ (۱) ہر شخص جو کنٹرولر کے کسی حکم سے ناراض ہو حکم کی اطلاع کے اس کو وصول ہونے سے پندرہ روز کے اندر درخواست تحریری کے ذریعہ سے اول تعلقدار ضلع کے پاس مرافعہ کرسکے گا۔

(۲) درخواست مرافعہ پیش ہونے پر اول تعلقدار اس کارروائی کی مثل کو کنٹرولر سے طلب کرے گا اور ان کے مطالعہ اور بشرط ضرورت خود یا کنٹرولر کے توسط سے ایسی مزید تحقیقات کرنے کے بعد جو مناسب ہو اس مرافعہ کا فیصلہ کرے گا۔

(۳) اول تعلقدار کا فیصلہ اور بطور فیصلہ مذکور کنٹرولر کا حکم قطعی ہوگا۔ اور کسی عدالت میں معرض بحث میں نہیں آئے گا۔

میر سعادت علی خان۔ نائب معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی۔

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن ــ جدید انتظامات

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جانب سے راشن بندی کے دوکانداروں کو غلہ دینے کے کام کو اس نقطہ نظر سے باقاعدہ بنادیا گیا ہے کہ غلہ کی اجرائی میں غیر ضروری تاخیر نہ ہو۔

اطلاع ملی ہے کہ دوکاندار اس نئے انتظام سے مطمئن ہوگئے ہیں جہاں تک ممالک محروسہ کے دوسرے مراکز سے دوری ہے اور جو ممکن ہے کہ بارش کے آغاز میں ان ذخائر کی نقل و حمل مکمل ہوجانے کے بعد سڑک اور ریل کے ذریعہ باقاعدہ نقل و حمل شروع کی جائے گی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی خریداری کا پروگرام تجویز کے مطابق عمل میں لایا جارہا ہے۔

(ک۔ پ)

…وس کی ایک جمہوری حکومت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

…ن تجارت سب کچھ بند ہو گئے تھے۔ باقیماندہ سکول اور …سپتالوں وغیرہ میں جو اضافہ ہوا ہے۔ وہ سب ان تقریبں …ظاہر کیا گیا تھا میرے ہر سوال کے جواب میں مورونات …ں کیا تھا۔ نقشہ کھینچتے تھے کہ اگر جرمنوں نے جلدی تمام …ی ایکسوں کو عارضی طور پر ختم نہ کر دیا ہوتا۔ تو اب …کیا کچھ نہ ہو گیا ہوتا۔

مورونات نے مجھے اصلی سرمائے کے نمونے دکھلائے …کل یاکٹسک کی سب سے بڑی دولت ہے۔ اس کے بعد …خام سونے کے بھی نمونے دکھائے گئے۔ یہ دوسرے …سب سے بیش قیمت پیداوار ہے۔ وہ ان تھنگوں کی کھال …مجھے بتایا کہ یاکٹسک کے تمام شکاری جب سرخ فوج میں …ل ہو جاتے ہیں۔ تو جس طرح مختلف پرندے اپنے …دوسرے پرندوں سے الگ پہچانے جاتے ہیں اسی …ی یاکٹسک والوں کی کوریاں علیحدہ ہوتی ہیں۔

اگرچہ یاکٹسک محاذ جنگ سے ہزاروں میل دور …ہے وہاں بھی حالات جنگ سے پوری طرح آگاہ تھے …سک میں ہم نے ایسے سیدھے سادھے آدمی دیکھے جنہوں …اپنی عمر میں کبھی کسی جرمن کو دیکھا تک نہ تھا۔ اور کوہ یورال …مغرب تک کبھی سفر نہیں کیا تھا۔ لوگ ابھی اور وطن …کے محاذ سے اس قدر دلچسپی رکھتے تھے کہ جنگ کے متعلق بڑے …ق و شوق سے گفتگو کرتے تھے۔

میں نے مورونات سے دریافت کیا کہ آپ …کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ …نے جواب دیا اس کا جواب تو بالکل صاف ہے سنہ ۱۹۱۷ء …سے پہلے یاکٹسک کے باشندے صرف ۲ فیصدی تعلیم یافتہ …ے ۹۸ فیصدی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ مگر اب تعلیمی …اعداد و شمار بالکل اس کی ضد ہیں۔ یعنی ۹۸ فیصدی آبادی تعلیم …یافتہ ہے۔

سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے مورونات نے …جو اب کہا ہے مجھے امید ہے کہ ایک تازہ … …جس کو منشا ہے کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے …باقیماندہ ۲ فیصدی جہالت کو بھی خارج کر دوں۔

مورونات نے بڑے فخر کیساتھ یاکٹسک نے …کی تعمیر کیا ہے مجھے نیا تھیٹر دکھلایا۔ تھیٹر کی عمارت پختہ …کنکریٹ سے بنی ہوئی تھی۔ اور کنکریٹ کی ہی ایک عمارت …تھی۔ بلکہ ایسی اور بھی بہت سی تھیں۔ اس عمارت کو دکھانے …سے مورونات کا مقصد یہ تھا کہ قدیم زمانے سے جو یہ خیال …چلا آتا ہے کہ ہمیشہ برف سے جمی ہوئی سطح پر کوئی پختہ …عمارت نہیں بن سکتی اس کی تردید کی جائے۔

شہر کی سب سے بڑی عمارت مقامی کمیونسٹ …پارٹی کا صدر دفتر تھا۔ جب تک پہلے اس بات پر غور کیا

کرتا کہ کمیونسٹ پارٹی کے تیس لاکھ ممبر (جنگی دور میں کل تعداد یہی ہے) کس طرح بیس کروڑ آدمیوں کے دلوں پر اپنے خیالات بٹھاتے اور ان پر کس طرح کنٹرول رکھتے ہیں۔ تو میں حیران ہو کر رہ جاتا تھا۔ مگر یہاں یاکٹسک میں پہنچ کر میری سمجھ میں آ گیا۔ کہ کمیونسٹ باقی بیس کروڑ کی آبادی کو کیونکر قابو میں رکھتے ہیں۔ اور ان پر حکومت کرتے ہیں۔

شہر میں کمیونسٹ پارٹی کے سوا اور کوئی منظم پارٹی نہ تھی۔ نہ کوئی گرجا اور نہ کوئی لاج۔ یاکٹسک میں کمیونسٹ عنصر باقی آبادی کے مقابلے میں اتنا ہے جتنا آٹے میں نمک۔ یاکٹسک کی پچاس ہزار کی آبادی میں ٹھیک ڈھائی سو کمیونسٹ بستے ہیں۔ یہ کمیونسٹ شہر کے واحد … کے ممبر ہیں۔ ان کی تعداد کل ۲۵۰ ہیں۔ انہی میں سے ٹیکنیکل کے ڈاکٹر بھی ہیں۔ اور انہی میں سرکاری افسر بھی ہیں اکثر و بیشتر ڈاکٹر ہیں۔ بہت سے سکولوں کے سپرنٹنڈنٹ اور ٹیچر ہیں۔ اور انہی میں سے لائبریریوں کے نگران کار بھی۔ بالفاظ دیگر یاکٹسک میں نسل روس کے دوسرے علاقوں کے بہترین تعلیم یافتہ مہذب ترین اور قابل ترین افراد کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بھی ہیں۔

اور یہی لوگ اپنی پارٹی کی قوت کا سرچشمہ ہیں۔ میں حیران ہو کر جو دل ہی دل میں سوال کرتا تھا۔ اس کا جواب یہی تھا۔

مزید برآں ان کمیونسٹ سیلوں کی رکنیت کی بڑی احتیاط اور شدت سے حفاظت کی جاتی ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ پارٹی کا ایک ممبر اپنے کسی دوست کو پارٹی کی رکنیت کے پیش کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرنے سے پہلے وہ اس بات کا پورا پورا اطمینان کرے گا کہ اس کا دوست اشتراکی خیالات رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر کہیں اس کے دوست نے پارٹی کو دھوکا دیا۔ تو اس کا خمیازہ نہ صرف اس کے دوست کو بھگتنا پڑے گا بلکہ خود اس کو بھی کیونکہ وہاں ایک ایسے ناپسندیدہ شخص کو پارٹی میں شریک ہونے کا موجب بنا۔

مورونات بجائے خود کم پستہ قد آدمی تھا۔ مگر اس ہنس مکھ چہرہ اور داڑھی مونچھوں کی کمی ہو تو بالکل فارغ البال تھا۔ وہ دریائے ولگا کے کنارے کے شہر یاروسلاو (؟) میں پیدا ہوا تھا۔ وہ ایک مزدور خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ وہ سولہ سال کی عمر میں ایک مشینی کارخانے میں کام سیکھتا تھا۔ چونکہ بہت ذہین اور تیز تھا اس کے قائم تعلیم کے لئے اس کارخانے سے اٹھایا گیا۔ وہاں اول سکول میں اور پھر یونیورسٹی میں اس کے بعد سرخ پروفیسروں کے انسٹی ٹیوٹ میں تعلیم پاتا۔ سرخ پروفیسروں کا انسٹی ٹیوٹ کیا ہے یہ ماسکو کی ایک بڑی درسگاہ ہے۔ جہاں پر گریجوئیٹوں کو سائنس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دو سال ہی ہوئے کہ یاکٹسک کی مجلس عاملہ کا وہ قائم مقام بنا کر بھیجا گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۳۶ سال کی تھی۔ اس کی تمام تربیت سنہ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد کی ہے۔ سوویٹ روس کی ایک سب سے بڑی جمہوریت کے … شخص کے سپرد ہے اور جمہوریت رقبہ میں فرانس سے پانچ گنا ہے

جب میں یاکٹسک کی اقتصادی ترقیوں کے متعلق یا امراد دریافت کیا۔ کہ وہ انہیں تفصیل کیساتھ بیان کریں۔ مورونات نے جواب دیا۔ مسٹر ووکی ہم نے یاکٹسک کی خود مختار سوویٹ اشتراکی جمہوریت سنہ ۱۹۲۲ء میں قائم کی تھی۔ اس وقت سے آج تک ہم نے اس جمہوریت کے سرمائے کو دس گنا کر دیا ہے۔ اس سرزمین پر بسنے والے ہر شخص کا دل اور اس کی تعلیم پوری اس کی نگاہ ہے۔ پہلے یاکٹسک نقشے میں برف سے ڈھکا ہوا ایک خطہ سے زیادہ ظاہر نہیں کیا جاتا تھا۔ مگر اس میں کی ہمارے معاون خلاف اتنا کثیر ہونا لگا لیا ہے۔ کہ خود اس کے دوسرے معاونوں سے مقابلہ کرتے ہوئے وہ غیر ضروری ہیں۔ چنانچہ اس نے اعداد و شمار کا میرے سامنے ڈھیر لگا دیا۔ کہ فلاں مقام سے اتنا اور فلاں مقام سے اتنا سونا برآمد ہوا۔ اور یاکٹسک کی کانوں سے اتنا نمک سال کے اندر ہم نے یاکٹسک پر دس کروڑ روبل (روسی سکہ) لگایا ہے۔

آگے چل کر مورونات نے کہا کہ اس جنگ کے ختم ہونے پر آپ امریکہ والوں کو لکڑی کی ضرورت ہوگی۔ اور ہمیں ہر قسم کی مشینری کی۔ جب بحر منجمد شمالی کا راستہ کھلا ہو۔ تو ہم آپ سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ آپ تشریف لائیں۔ اور ہم سے لکڑی لیں۔ ہم بڑی خوشی سے آپ کے لئے اپنے جنگل صاف کر دیں گے۔

سونا اور … قیمتی مال ہیں۔ تاریخ کے آغاز سے جنہیں … ایک جگہ سے دوسری جگہ ان کو منتقل کیا جاتا رہا ہے۔ مگر سوویٹ گورنمنٹ کی زیر سرپرستی یاکٹسک میں ہم تحقیقاتی وفود نے پہنچ کر جا بجا بکثرت … کے ذخائر کی عظیم الشان دولت کا سراغ معلوم کیا ہے۔ اسی طرح زمین میں پیٹرول کے چشمے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ اگرچہ چیزوں کے متعلق تفصیلی اعداد و شمار فوجی راز … ہیں۔ پھر بھی مورونات نے اتنا بتایا کہ سنہ ۱۹۴۳ء کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اتنا تیل پیدا ہو گا کہ ہم تجارتی حد پر باہر بھیج سکیں گے۔ بجلی، تیل اور نمک ملک کی بڑی تجارتی پیداوار ہے۔ اور آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

زراعت کے اندر یاکٹسک نے سال میں گیہوں کی ایک سے زیادہ فصلیں اٹھانے کے نئے امکانات کا انکشاف کیا ہے۔ فصل اگنے کا موسم ہے تو مختصر مگر اس دوران تک زمین کے نیچے کی سطح پانی سے لبریز رہتی ہے۔ اور موسم گرما کی سورج تمام دن اور تقریباً تمام رات سطح کو گرماتا رہتا ہے۔

اکثر و بیشتر تمام … شہر میں ۹۰ فیصدی کھیتوں کی پیداوار اضافی جاتی ہے۔ جمہوریت یاکٹسک کی نقل و حرکت کا ذریعہ بارہ سنگا ہے۔ مگر اب سینکڑوں ٹرک بھی آ گئے ہیں۔ … کی چھوٹی سواریاں بھی ہیں۔

مسٹر ووکی ذرا خیال تو کیجئے۔ منطقہ بارہ اور ۱۲۰ کیا ہیں۔ کمیونسٹ ماہرین کی ایک مختصر جماعت جس میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ عزم مصمم کئے ہوئے ہے کہ تندرہ … علاقہ کو گل و گلزار بنا دیا جائے اور اس سے پیداوار حاصل کی جائے۔

یہ لوگ اور دوسرے اشخاص جو …

بیوریج اسکیم اور ہندوستان

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۲)

رواج ہے۔ زچاؤں کے اموات کثیر تعداد میں ہوتے ہیں [illegible] افلاس اور [illegible] میں عام ہیں۔ اس سلسلہ میں چند صوبوں اور دیسی ریاستوں نے اپنے لئے قوانین وضع کرلئے ہیں۔ نیز چند اداروں نے بھی اپنے طور پر زچاؤں کی امداد کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ لیکن یہ چیز قانوناً سارے ہندوستان کے لئے لازم کر دی جائے۔ اسی قانون کے رو سے زچگی کے سلسلہ میں نامزد روپیہ جو درکار ہوتا ہے وہ فراہم کیا جائے اور زچگی سے کچھ پہلے اور زچگی کے بعد کچھ عرصہ تک مزدور عورتوں سے کام لئے بغیر اجرت دی جائے۔

بیمۂ علالت، حادثات اور زچگان کے مقابلہ میں معاوضۂ مزدوران کا مسئلہ کچھ کم اہم نہیں۔ موجودہ زمانہ میں تیز رفتار ذرائع حمل و نقل اور اندرون کارخانہ مشینوں کی گردش سے حادثات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ یہاں یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کام کے دوران میں مزدور کو حادثہ پیش آئے اور نتیجتہً وہ مجروح ہو جائے یا مر جائے تو اس کو یا اس کے ورثا کو کیا معاوضہ دیا جائے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں قانون معاوضۂ مزدوران منظور ہوا اور اس کے متعدد ترمیمات ہوتے رہے۔ اور جدید ترین ترمیمی قانون بابتہ سنہ ۱۹۳۹ء کی رو سے حرفتی امراض کے سلسلہ میں بھی امداد کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ معاوضہ کا معیار مجروح یا متوفی کی آمدنی، حادثہ کی نوعیت اور وسعت اور مزدور کی عمر وغیرہ ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۹ء تا سنہ ۱۹۳۰ء کوئی ۳،۲۰،۰۰۰ حادثات کے [illegible] معاوضے دئے گئے جن میں ۱۱۰۰۰ معاوضے اموات سے متعلق تھے۔ موجودہ صورت میں جو معاوضہ ملتا ہے وہ کسی قدر کم ہوتا ہے کہ ایک مقررہ مدت کے بعد پھر اس کے معاشی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کی پچھلی اجرت اور معاوضہ میں اس طرح تطبیق پیدا کی جائے کہ اس کی اور اس کے زیر پرورش خاندان کی اصل ضروریات کو پیش نظر رکھیں۔ نیز معاوضہ کی شرح میں ترمیم کی ضرورت ہے بلکہ استحقاق امداد کے لئے جس قدر آمدنی کی شرط رکھی گئی ہے اس میں ترمیم کی جائے تاکہ اور بھی اس قانون کے دائرہ عمل میں شریک ہو سکیں۔

بڑھوں کے وظائف کا مسئلہ بھی حکومت کی توجہ کا محتاج ہے۔ ایسے افراد جنھوں نے اپنی عمر کا بہترین حصہ ملکی خدمت میں گزار دیا اور اپنی ساری توانائیوں کو قومی دولت میں اضافہ کرنے کے لئے وقف کر دیا وہ ایک مقررہ عمر کو پہنچ جانے کے بعد ضرور کافی امداد کے مستحق ہیں۔ بڑھوں کے وظائف کے سلسلہ میں جرمنی کا نام پیش پیش ہے جہاں کہ سنہ ۱۸۸۹ء میں اس کا آغاز ہوا۔ اب تقریباً سارے ترقی یافتہ ممالک نے بڑھوں کے وظائف کا طریقہ اختیار کرلیا ہے۔ یہاں بھی ۶۰ سال سے زائد عمر والوں کے لئے یہی سہولت ہونی چاہئے۔ اور وظیفہ اتنا دیا جائے جو ان کی اصل ضروریات کی تکمیل کر سکے۔

امدادی اداروں کے کافی تعداد میں نہ ہونے اور جو موجود ہیں وہ صحیح طور پر نہ چلائے جانے کی وجہ سے ایسے لوگ جو کوئی آمدنی نہیں رکھتے اور وہ افراد جو معذور اور اپاہج ہیں گداگری اختیار کرتے ہیں۔ صرف بھیک منگوں کے خلاف قوانین منظور کرنے سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ ایسی تدابیر کامیاب نہیں ہو سکتیں جو ان کے لئے معقول ذرائع معاش پیدا کرنے کے بجائے محض قانونی بندشوں پر زور دیتی ہیں۔

ہم نے یہاں تک ہندوستان کے لئے معاشرتی تحفظ کی اسکیم سے متعلق چند ضروری امور پیش کئے ہیں لیکن یہ ملحوظ رہنا [illegible] کوئی آزاد وجود نہیں رکھتا بلکہ ملک کی معاشی ترقی کے بقیہ شعبوں سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ ساتھ یہاں کی ترقی کے دیگر لوازم کی طرف بھی ہماری توجہ ہونی چاہئے جس کی ضرورت کے لحاظ سے ہمیں معاشی نظام کی بنیادی تبدیلیوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔

غذائی کمیٹی کی سفارشات

حیدرآباد ۱۳ جون۔ کونسل مشاورت اغذیہ کی مجلس عاملہ کے تین اراکین مسٹر راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی اور مسٹر سید محمود علی کی ایک خصوصی کمیٹی ترتیب دی گئی تھی کہ وہ بلدہ کے دکانات ہائے راشن بندی کا معائنہ کریں اور جس قسم کے چاول ان دکانوں سے مہیا کیا جاتا ہے اس کی رپورٹ پیش کریں۔ ان سہ حضرات نے اپنی مشترکہ رپورٹ کونسل کی مجلس عاملہ کے کل شام کے اجلاس میں پیش کی ہے۔

اس رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ تینوں دوکانوں کی جن کا ہم نے معائنہ کیا ہم نے چاولوں کے پورے تھیلے خالی کروائے اور ان میں کے اجناس کا معائنہ کیا۔ ان تھیلوں کا انتخاب ہم نے ہی کیا تھا اسی طرح متعدد تھیلوں کے سے جن کا انتخاب ہم نے خود کیا۔ ہم نے چاولوں کے نمونے بھی دیکھے کسی صورت میں بھی ہم کو اس کی وجہ نہیں پائی کہ یہ شکایات کی جائے کہ جو اجناس مہیا کئے جاتے ہیں ان میں کنکر اور پتھر ملتے ہیں۔ لیکن ہم نے یہ ضرور محسوس کیا کہ موٹے چاولوں میں [illegible] کی شرکت تھی۔ اس جانب توجہ کرنی چاہئے۔

اس رپورٹ میں مشورہ دیا گیا کہ مختلف قسم کے موٹے چاولوں کے لئے قیمتوں میں بھی اختلاف ہونا چاہئے اور یہ کہ مختلف قسم کے چاولوں کو ملایا نہ جائے اور اس طرح ایک قسم کے بنا کر ان کو فروخت بھی نہ کیا جائے۔

رپورٹ میں اس خیال کی بھی مخالفت کی گئی ہے کہ مختلف قسم کے گیہوں ملا کر ان سے ایک معیاری قسم حاصل کی جائے۔

آخر میں اس رپورٹ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ زیادہ تر انفرادی ضروریات کا خیال رکھے اس لئے کہ معیار زندگی کے لحاظ سے عوام کی ضروریات بھی مختلف ہوتی ہیں۔

مجلس عاملہ نے اس رپورٹ پر بحث کرنے کے بعد حکومت کے پاس سفارش کی کہ موٹے چاولوں کی مختلف اقسام کے لئے علحدہ علحدہ قیمتیں مقرر کی جائیں اور یہ کہ [illegible] قسم کے گیہوں سے معیاری قسم کی تیاری کے لئے [illegible] اس کی بھی سفارش کی گئی کہ موٹے چاول کی قیمت میں [illegible] کمی کر دی جانی چاہئے تاکہ اس طرح سے کھچڑی کے چاول کی مانگ میں کمی ہو سکے۔

مجلس عاملہ نے باتفاق آراء حکومت سے اس کی بھی سفارش کی کہ شہریوں کو تقاریب عید میں یا دوسرے غیر ضروری امور کے لئے اجناس فراہم نہ کئے جائیں۔

مجلس عاملہ نے اس کی بھی سفارش کی کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو اجناس کی منتقلی متعلقہ ارباب [illegible] کے نگرانی میں ہونی چاہئے۔

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی نے اس کی تشریح کی کہ پٹہ دار کو اس کے پٹہ میں لیوی کی اجناس کے ذخیرہ کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔

پنگل وینکٹ راما ریڈی نے اس کی وضاحت کی کہ اگر اس طرح پٹہ دار کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے تو ایسی صورت میں کاشتکار لیوی کی بھرت بندی سے پہلے اپنے اجناس فروخت کر دے گا۔ اگر پٹہ دار کو بھی ذمہ دار گردانا جائے تو وہ کاشتکار پر نظر رکھے گا اور یہ دیکھے گا کہ لیوی کی [illegible] میں وہ حکومت کو دھوکا نہ دے۔

لیوی کی بھرت بندی کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر فضل اللہ نے مجلس عاملہ کو اس کی اطلاع دی کہ کریم نگر کے کاشتکاروں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ فی من دھان ایک ایکڑ کی پیداوار کے لحاظ سے کم لیوی ہے اور یہ کہ معمولی کاشتکار جو محدود کھیتی باڑی کرتا ہے وہ اس سے زیادہ مقدار میں لیوی اسکیم کے تحت حکومت کو فروخت کر سکتا ہے۔

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی اور مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی نے کریم نگر کے کاشتکاروں کی دلیل پر رضامندی کا اظہار کیا۔ مسٹر فضل اللہ نے کہا کہ مقامی اشخاص جو سرکاری گوداموں کے نگران مقرر ہوئے تھے انھوں نے کاشتکاروں سے اصل سے زیادہ غلہ وصول کر لیا۔

مسٹر مقصود احمد خان اور مسٹر بی۔ ایس۔ وینکٹ راؤ نے کہا کہ [illegible] کونسل کی دورہ کمیٹی نے بھی اس شکایت کو مطلع کیا ہے۔ مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی نے کہا کہ ایک شخص نے تو ایک چاول کی گرنی کے [illegible] ثبوت [illegible] اور اس نے خواہش کی کہ ان کے گوداموں میں جو [illegible] اس کو بھی [illegible] کیا جائے۔ بہرحال کمیٹی نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔

مسٹر مقصود احمد خاں نے کہا کہ یہ مناسب [illegible]

...کر ایک بار ڈبل روٹی کے لئے شیرہ چھانک کم کئے جائیں۔ ...نھوں نے کہا کہ سوال روس کی روٹی کے لئے صرف دلیہ تک ...کئے جائیں۔

کچھ بحث وتمحیص کے بعد طے پایا کہ ناظم صاحب راتب بندی سے خواہش کی جائے کہ وہ مقامی بیکر کے ...نان بائیوں) اس سلسلہ میں ایک اور مشورہ حاصل کریں اور اس پر بجریہ غور کریں۔

مسٹر سی پال (سکندرآباد) نے یہ تجویز پیش کی کہ راتب کارڈ کے حامل کو روز آٹھ راتب ملتا ہے ان میں آدھا موٹا چاول اور آدھا کھچڑی کا چاول اور سیر راتب میں دیا جانا چاہئے بجائے اس کے کہ موجودہ صورت میں ایک تہائی کھچڑی کا چاول اور دو تہائی موٹا چاول دیا جاتا ہے۔

مسٹر فضل اللہ نے کہا کہ وہ حیدرآباد کمرشیل ...اور یونین کو متوجہ کریں گے کہ شکایتیں کی گئیں ... کا راتب جو غریب ... کے لئے مقرر ہے وہ ... جاتا ہے مسٹر فضل اللہ نے کہا کہ وہ ناظم صاحب راتب بندی سے معلومات حاصل کریں گے۔ (ا۔ ب)

روس کی ایک جمہوری حکومت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

...ملک خانوں شہیدوں کی بیوں اور مرنے کے بچاؤں کی تیاری کی کیلفوریوں کو چلا رہے ہیں۔ پیکر توصیل زر کی خواہش سے کچھ خدمت خلق پر تحفوں اور انعامات کی لالچ سے اور کچھ حکومت کی ... کے خوف سے ایسا کرتے ہیں۔ کام سے نفع مادہ وضع امریکہ کی نسبت کم ملتا ہے۔ مگر جماعتی اور ملی اجر توں کی کثرت مجھے بہت زیادہ معلوم ہوتا تھا مقنوں کا وظیفہ روس میں امریکہ سے زیادہ عام ہے۔ میرے خیال میں ان کاموں کی ترغیب وتحریص کا باعث کچھ بھی کیوں نہ ہو اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں کے دلوں میں کام کرنے کا جوش اور خود اعتمادی بہت ترقی کر گئی ہے۔ جو ہر سوویٹ یونین کے کسی حصے کی جو کوئی بھی سیاحت کرتا ہوگا۔ وہ مذہب کی لا مذہبیت کو ناپسند کرتا اور اس کے اشتراکی نظریوں سے پریشان ہوتا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی ان لوگوں سے مل کر اور گفتگو کرنے کے بعد محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ موجودہ دور کی ایک موثر ترین اور مکمل ترین سوسائٹی کی تخلیق بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے۔

...مکس امریکہ کا صدر سے زیادہ ثنا خواں ہے ...روس کو جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اب بھی اور جنگ کے بعد کی دنیا میں ان دونوں طاقتور جماعتی ...اور امریکہ کو اشتراک عمل کی کوئی راہ نکالنی چاہئے ...کی جنگ جیتنے میں روس جو عظیم الشان خدمات انجام

وے رہا ہے اس کی بنا پر جنگ کے بعد اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔

منصبداران سرکار آصفیہ کے حقوق

مجلس منصبداران سرکار آصفیہ کے سیرمجلس نے بطبق منصبداران کے مفاد سے متعلق جو تحریکات پیش کی تھیں ان کے منجملہ تحریک نمبر (۳) یہ تھی کہ منصبداروں کی وراثت کا تصفیہ احکام شرعی شریف اور شاستر کے بموجب کیا جائے۔

اس کی نسبت سررشتہ فینانس نے بیہ رائے ظاہر کی تھی کہ لاولد منصبداروں کی وراثت کے تصفیہ کے متعلق محکمہ فینانس سے جو احکام حسب الحکم صدارت عظمیٰ ۱۳۲۱ ف میں نافذ اور دفعہ (۴) ضابطہ منصب میں مندرج ہو کر ان پر تاحال عمل جاری ہے وہ یہ ہیں کہ لاولد منصبدار کا منصب اس کے موجودہ بھائی کی اولاد کو اس صورت میں مل سکتا ہے جبکہ لاولد منصبدار کو اس کے باپ یا دادا کی ہوا منصب کا ایک حصہ ملا ہو اور دوسرا حصہ متوفی منصبدار کے بھائیوں کو دیا گیا ہو اگر مذکورہ صورت میں متوفی کی بیوہ بھی موجود ہوں تو یہ عمل ہوتا ہے کہ متوفی کا سالم منصب حسب ضابطہ اس کے موجودہ بھائی یا بھائی کی اولاد (بھتیجہ) کے نام اس صراحت سے جاری کیا جاتا ہے کہ متوفی کی بیوہ تاحیات سالم منصب سے مستفید ہوگی اور بیوہ کے بعد منصب موجودہ بھائی یا بھتیجے کے نام عود ہوگا۔ اس کے برخلاف جبکہ متوفی لاولد منصبدار کا بھائی یا بھتیجہ تو موجود ہو لیکن منصب کا کوئی جز و باپ یا دادا کے ذریعہ سے وراثتاً متوفی منصبدار کے ساتھ اس کے بھائی کو نہ ملا ہو یعنی بالفاظ دیگر اس وار منصب متوفی لاولد منصبدار کی مکسوبہ ہو تو اس صورت میں صرف متوفی منصبدار مذکور کی بیوہ اپنے شوہر کی منصب سے تاحیات مستفید ہوگی اور بیوہ کے بعد منصب بحیثیت بحق سرکار ہوگا۔

لاولد منصبداروں کے اصول مذکورہ صدر کے نفاذ سے قبل متوفی منصبدار کا بھائی یا بھتیجہ بلا لحاظ اس کے کہ متوفی کا منصب مکسوبہ ہو یا موروثی ہر دو حالتوں میں حق وراثت تصور کیا جاتا تھا اور اس کے نام منصب کی بحالی ہوا کرتی تھی۔ مجلس منصبداران کی موجودہ تحریک نمبر (۳) یہ ہے کہ منصبداروں کی وراثت کا تصفیہ بموجب احکام شرع شریف وشاستر کیا جائے اس تحریک کی پذیرائی سے سرکار کا مواجب متاثر ہوگا کیونکہ یہ عطیہ شاہی ہے جو کسی قانون کا پابند نہیں ہے۔ البتہ لاولد منصبداروں کی وراثت کے تصفیہ کے متعلق احکام نافذ شدہ کی صراحت میں جو نسب بااولاد منصب کے موروثی ہونے کی جو قید عائد کی گئی ہے جس سے منصبداروں کے حق میں ایک حد تک سختی ہوتی ہے سررشتہ فینانس کی رائے میں حالات حاضرہ کے تحت

اس وقت اس کو برخاست کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ حسب سابق ۱۳۲۱ ف کے ما قبل کے طریقہ کے بموجب بلا لحاظ مکسوبہ یا موروثی صورت اصلی کے سلسلہ ذکور میں عود کر جائے۔ چنانچہ معروضہ کونسل منعقدہ ۱۰ خورداد ۱۳۵۵ ف کے حسب اتفاق کے بعد بارگاہ خسروی میں معروضہ ادب گذرانا گیا تھا جس کی بنا پر اب بذریعہ فرمان واجب الاذعان صادر شدہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ یہ حکم مکوم شرفیہ ورلا یا منصبداران کی وراثت کا تصفیہ بموجب احکام شرعی وشاستر ہو سکتا کیونکہ عطیہ شاہی ہے جو سرکار کی صوابدید پر منحصر ہے البتہ کونسل کی رائے کے مطابق مجلس منصبداران کے تحریکات کے منجملہ تحریک نمبر (۳) کی حد تک ۱۳۲۱ ف کے احکام نافذہ میں سررشتہ فینانس کی تجویزہ ترمیم کی جائے جس سے لاولد منصبداروں کا منصب بلا لحاظ موروثی یا مکسوبہ متوفی منصبدار کے سلسلہ ذکور میں عود کر سکے۔

قرارداد آگسٹ

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

مسٹر گاندھی ان شرائط کی سختی سے تعبیر کر رہے ہیں جو مسٹر جناح کی رولٹ سے متعلق اعلان کیا ہے۔ مسٹر گاندھی کو اس بات میں شبہ ہے کہ ان کی کوئی حکومت پائیگی جو ان کی آزادی بحال رہے گی۔ اس سلسلے کے دریا آگو دہ ہو جاتا ہے۔ یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ مسٹر گاندھی اپنی حکومت پائیگی کے بعد حکومت کو دعوت دینگے کہ انہیں پیر نظر بند کرے کیونکہ وہ قرارداد آگسٹ کی مسلسل حمایت کرتے رہے ہیں۔ مسٹر جے لال کی تشریح سے جن کو مستند سمجھنا چاہئے اس خیال کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ اس میں کسی جانب کوئی اشارہ نہیں کیا گیا کہ مسٹر گاندھی اسے کسی اقدام کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ ممکن ہے حکومت پھر ایک بار مسٹر گاندھی کو ... کرنے ... ڈاکٹر جیکر کا موسومہ خط اس مسئلہ پر آدھی لفظ نہیں ہے۔ تاہم قرائن امید افزا نظر نہیں آتے۔ فی الوقت صورت حال بالکل مبہم ہے۔

اعظم پریس چار مینار میں طبع ہوکر باہتمام حسین عثمانیہ دفتر حکمت سے شائع ہوا۔